سورة الطّارق

Chapter 86

As an indicator, which appears in the night to reveal that everything is moving toward its end

آیات 17

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾

1- آسمان کی قسم یعنی آسمان اپنے حقائق پر گواہی دے رہا ہے اور رات کو ظاہر ہونے والے (یعنی اجرامِ فلکی یعنی چاند، تارے، سیارے اور کہکشائیں وغیرہ) اپنے حقائق پر گواہی دے رہے ہیں کہ وہ بہر حال، اپنے اپنے راستے پر چل کر کسی طرف پہنچ رہے ہیں۔

(**نوٹ**: الطارق کا مادہ (ط۔ر۔ق) ہے۔اس کے بنیادی مطالب ہیں ہتھوڑے سے مارنا۔رات کو آنے والا۔کسی چیز کی طرف پہنچنے کا راستہ۔عادت۔لفظ طریقہ بھی اسی سے نکلا ہے۔المطاریق ان اونٹوں کو کہتے ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے ہوتے ہیں۔چنانچہ اس آیت 86/1 کا ترجمہ انہی مطالب کے پیش نظر کیا گیا ہے)۔

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾

2-اور کیا تم نے دانش و حقائق کی گہرائیوں میں اُتر کر دیکھا ہے کہ رات کو نمودار ہونے والے جو اپنے راستے پر کسی طرف چلے جا رہے ہیں وہ کیا ہیں؟

النَّجۡمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾

3-(رات کو نمودار ہو کر) تاریکیوں میں شگاف کرنے والے روشن ستارے (جو دن کو نظر نہیں آتے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ختم ہو جاتے ہیں۔لہٰذا، آسمان اور روشن ستارے جس حقیقت پر گواہ ہیں، وہ یہ ہے کہ انسان اعمال کر لینے کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ وہ مٹ گئے اور ان پر گرفت کیسے ہو سکے گی۔حالانکہ جس طرح رات کے ستارے دن کو مٹ نہیں جاتے وہ صرف نظر نہیں آتے۔اسی طرح انسان کے اعمال مٹ نہیں جاتے۔وہ نشو ونما دینے والے کے نظام کے مطابق محفوظ ہوتے رہتے ہیں جن کی آخر کار جوابدہی ہو گی)۔

(**نوٹ**: لفظ النجم کا مادہ (ن ج م) ہے۔اِس کا مطلب ہے ستارہ جب وہ نمودار ہو۔ویسے اِس کی جمع نجوم ہے لیکن اَلنجم اپنے مطلب اور لفظ کے لحاظ سے اِسم جمع کے طور پر بھی اِستعمال ہوتا ہے اور اس آیت میں اِسے جمع کے طور پر اِستعمال کیا گیا ہے۔

اِس کے دیگر مطالب ہیں نکلنا اور ظاہر ہونا۔ لفظ ثاقب کا مادہ (ث ق ب) ہے۔ اور اِس کے بنیادی مطالب میں سوراخ کرنا۔ تاریکی کی چادر میں سوراخ کر کے باہر نکل آنا۔ ارپار شگاف اِس آیت 86:3 میں اِسی کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے)۔

اِنۡ كُلُّ نَفۡسٍ لَّمَّا عَلَیۡهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾

4- لہٰذا، کوئی شخص ایسا نہیں جس پر نگہبان نہ مقرر کر رکھا ہو (تا کہ ہر شخص کے اعمال محفوظ ہوتے رہیں، 82/10-11)۔

فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾

5- چنانچہ (ان حقائق کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کے لئے) انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے تخلیق کیا گیا ہے۔

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾

6- اس کی تخلیق اس پانی یعنی اس مادۂ تولید سے ہوئی ہے جو اچھل کر (گرتا ہے)۔

یَّخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ؕ﴿۷﴾

7- (یہ مادۂ تولید مرد کی) پشت اور کولہے کی ہڈیوں سے گزر کر باہر نکلتا ہے (اور اس میں زندگی چھپی ہوئی ہے جو رحمِ مادر کے عوامل سے مل کر منازل طے کرتی ہوئی آخر کار انسانی شکل میں نمودار ہو جاتی ہے)۔

اِنَّهٗ عَلٰی رَجۡعِهٖ لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾

8- (چنانچہ جو اللہ اس طرح زندگی کو سامنے لے آتا ہے، اس کے لئے کوئی مشکل ہی نہیں کہ وہ مرنے کے بعد انسان کو واپس زندگی میں لے آئے۔ اس لئے) اس میں کوئی شبہ ہی نہیں رکھنا کہ وہ (انسان کے مرنے کے بعد اسے ازسرِ نو زندگی دے کر) دوبارہ لوٹانے پر پوری قدرت و اختیار رکھتا ہے۔

یَوۡمَ تُبۡلَی السَّرَآئِرُ ۙ﴿۹﴾

9- (اور یاد رکھو! وہ) دن طاری ہو کر رہے گا جب ہر راز ظاہر کر دیا جائے گا۔

فَمَا لَهٗ مِنۡ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾

10- (اس وقت انسان کے لئے) کوئی قوت ایسی نہیں ہوگی (جو اس کے رازوں کو بے نقاب ہونے سے باز رکھ سکے) اور اس کا کوئی مددگار (ایسا نہیں ہوگا جو عذاب والوں کو عذاب سے بچا سکے)۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ۙ﴿۱۱﴾

11- اور آسمان جو واپس لوٹ جانے والا ہے (یعنی جہاں سے لایا گیا تھا وہیں چلے جانے والا ہے) وہ اس حقیقت پر گواہی دے رہا ہے،

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾

12-اورزمین جو پھاڑ (کر بیج کو اس میں سے کونپل نکالتی ہے) وہ بھی اس حقیقت پر گواہی دے رہی ہے،

اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾

13- کہ اس میں کوئی شبہ ہی نہیں رکھنا کہ یہ وہ کلام ہے (جو حقائق اور غیر حقائق کے لئے ایسی آ گاہی دیتا ہے جو) فیصلہ کن ہوتی ہے۔

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾

14-اور یہ وہ (کلام ہے جو زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کی بات کرتا ہے) یونہی کوئی ہنسی مذاق نہیں ہے۔

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾

15-اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ (یعنی اس کلام کے مخالفین اس کی سچائیوں کو جھٹلانے کے لئے) تدبیروں پر تدبیریں کرتے رہتے ہیں۔

وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾

16- لیکن ہم بھی (بے خبر نہیں ہیں، اس لئے ان کی تدابیر کے جواب میں) تدابیر کر دیتے ہیں۔

ع 1 17 11 فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

17-پس (بات صرف مہلت کے وقفہ کی ہے یعنی وہ وقت جو بیج کے فصل بننے تک ناگزیر ہوتا ہے۔ اس لئے) کافروں کو یعنی ان لوگوں کو جو اس کلام کی صداقتوں سے انکار کرتے ہیں انہیں مہلت دیتے جاؤ، اور مزید تھوڑی سی مہلت دو۔ (ہو سکتا ہے وہ اس کی صداقتوں کو تسلیم کرلیں ورنہ گرفت کا وقت تو طاری ہو کر رہے گا)۔